محمد ایوب قادری

خاندانِ ولی اللٰہی کا اصلاحی ادب

اُردو نثر کے ارتقاء میں حصّہ

اٹھارہویں صدی عیسوی برصغیر پاک و ہند میں سیاسی، سماجی اور معاشرتی اعتبار سے نہایت اہم ہے۔ اسی صدی میں برصغیر سے مُسلم اقتدار کا خاتمہ ہوا اور انگریزی حکومت نے آہستہ آہستہ مختلف علاقوں میں اپنے قدم جمائے۔ مسلمانوں کے سیاسی زوال کے ساتھ ساتھ ان کی مذہبی زندگی میں بھی ابتری پیدا ہو گئی۔ بدعات اور مراسم پرستی کا بڑا زور تھا۔ قرآن و حدیث سے زیادہ علومِ عقلیہ کا دَور دورہ ہوا۔ علماء اپنی قابلیت کا مظاہرہ فلسفہ و منطق کی درسی کتابوں کے حاشیے اور شرحیں لکھ کر کرتے تھے۔ اسی زمانے میں شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے اپنی اصلاحی تحریک کا آغاز کیا۔ انھوں نے فارسی زبان میں قرآن کریم کا ترجمہ کیا اور اس کو عام کیا۔ تفسیر، علوم قرآن، حدیث، فقہ، فلسفۂ اسلام پر حُجۃ اللہ البالغہ اور ازالۃ الخفاء جیسی کتابیں لکھیں۔ شاہ صاحبؒ کے کام کو ان کے صاحبزادگان شاہ عبدالعزیزؒ، شاہ عبدالقادرؒ، شاہ رفیع الدینؒ اور نبیرگان شاہ اسمٰعیلؒ اور شاہ اسحاقؒ نے آگے بڑھایا اور پھر اس خاندان کے تلامذہ اور مستفیدین نے اس تحریک کی نشر و اشاعت میں خوب حصّہ لیا۔ شاہ صاحبؒ کے صاحبزادگان نے سمجھا کہ عربی و فارسی کا رواج اٹھ رہا ہے۔ اس کی جگہ

اردو زبان لے رہی ہے لہٰذا اسی زبان میں انھوں نے تبلیغی و اصلاحی ادب پیدا کیا۔ شاہ ولی اللہؒ کے صاحبزادے شاہ عبدالقادرؒ (ف ۱۸۱۴ء) نے قرآن کریم کا اردو ترجمہ ۱۲۰۵ھ مطابق ۱۷۹۰ء میں کیا جس کو سب سے زیادہ قبولِ عام اور بقائے دوام حاصل ہوا۔ شاہ صاحبؒ نے اس پر مختصر تفسیر فوائد لکھے اور اس کا تاریخی نام موضح القرآن (۱۲۰۵ھ) رکھا۔ شاہ صاحبؒ کی غرض اس ترجمہ سے یہ تھی کہ احکام الٰہی عوام تک پہنچائے جائیں۔ اور اس میں خاطر خواہ کامیابی ہوئی۔

شاہ ولی اللہؒ کے دُوسرے فرزند اور شاہ عبدالقادر کے چھوٹے بھائی شاہ رفیع الدینؒ نے قرآنِ کریم کا تحت اللفظ ترجمہ کیا اور اس طرح قرآن کی نشر و اشاعت میں حصّہ لیا۔ شاہ رفیع الدینؒ کا ترجمہ ان کے شاگرد نجف علی المعروف بہ فوجدار خان کا جمع کردہ ہے، جن کی بیٹی کی اولاد میں اُردو کے مشہور ادیب و قلم کار ملّا واحدی دہلوی ہیں جو اپنے نانا کی اتباع میں آج کل قرآن کریم کے ترجمہ رفیعی کی تشریح اردو زبان میں کر رہے ہیں۔

اس زمانے میں شاہ مراد اللہ سنبھلی نے پارۂ عَمَّ یَتَسَآءَلُوْنَ کی اُردو میں تفسیر لکھی جو بہت مقبول ہوئی۔ بلکہ جب شاہ اسماعیل شہیدؒ اور سید احمد شہیدؒ کی تحریکِ جہاد نے بنگال میں زور پکڑا تو یہ تفسیر ہوگلی میں طبع ہوئی اور مجاہدین میں اس کی مقبولیت کے پیشِ نظر انگریزی حکومت نے اس کتاب کی طباعت پر پابندی لگادی۔

اس زمانہ میں شاہ عبدالعزیزؒ کے ایک نامور شاگرد اور خاندانِ مجدّدی کے مشہور رکن شاہ رؤف احمد مجددی نے ۱۲۴۸ھ/۱۸۳۳ء میں قرآن کریم کی تفسیر دو جلدوں میں لکھی۔ یہ تفسیر رؤفی متعدد بار طبع و شائع ہو چکی ہے۔ شاہ رؤف احمد جُرأت کے شاگرد تھے اور رأفت تخلص کرتے تھے۔ اس تفسیر کی عبارت بامحاورہ اور کسی قدر سلیس ہے۔ شاہ رؤف احمد نے ایک مختصر سی کتاب "رسالہ ارکان اسلام" کے نام سے لکھی جس میں سلیس اردو میں اسلام کے پانچوں ارکان کا بیان ہے۔ شاہ صاحبؒ نے معراج کے بیان میں ایک رسالہ "مرغوب القلوب فی بیان معراج المحبوب" لکھا ہے۔ شاہ صاحبؒ کی یہ کتابیں طبع و شائع ہو چکی ہیں۔

شاہ عبدالعزیزؒ کے ایک لائق شاگرد مولوی اکرام الدین دہلوی تھے وہ دہلی سے الٰہ آباد چلے گئے تھے اور عطاری کی دوکان کھول لی تھی۔ جب سید احمد شہیدؒ دورہ کرتے ہوئے الٰہ آباد

آئے تو انھوں نے مولوی اکرام الدین کو درس قرآن کا حکم دیا۔ اس سلسلے میں ۱۸۲۶ء میں مولوی اکرام الدین نے تبلیغی نقطۂ نظر سے سلیس اردو میں سورۂ فاتحہ کی تفسیر لکھی انھوں نے عیسائیت کے رد میں ایک رسالہ "جواب محمدیہ" لکھا ہے۔

مولانا نواب قطب الدین خان دلّی کے باشندے اور نامور عالم و مصنف تھے۔ وہ شاہ اسحاق دہلوی کے خاص شاگرد تھے۔ انھوں نے اردو زبان میں جتنا کام کیا ہے ان کے کسی دوسرے ساتھی نے نہیں کیا ہے۔ انھوں نے شاہ صاحب کے اصلاحی کام کو خوب آگے بڑھایا اور اردو زبان میں مختلف مضامین پر چھوٹے چھوٹے اصلاحی اور تبلیغی رسالے لکھے۔ انھوں نے اردو میں قرآن کریم کی تفسیر "جامع التفاسیر" کے نام سے لکھی اور حصن حصین کا اردو ترجمہ "ظفر جلیل" کے نام سے کیا۔ نواب قطب الدین کا سب سے بڑا کارنامہ مشکوٰۃ شریف کا ترجمہ ہے۔ جو چار ضخیم جلدوں میں طبع ہوا ہے۔ ترغیب الجماعہ، مظہر جمیل، جامع الحسنات، فلاح دارین، تحفۃ الزوجین اور احکام العیدین وغیرہ بہت سے رسالے انھوں نے اردو زبان میں لکھے۔

نواب قطب الدین نے اپنی تفسیر میں یہ طریقہ رکھا ہے کہ ہر آیت کے بعد شاہ ولی اللہ دہلویؒ کے فارسی ترجمہ قرآن کریم کا اردو میں ترجمہ کیا ہے اور شاہ عبدالقادر دہلوی کی تفسیر موضح القرآن سے تشریح کی ہے۔

شاہ اسماعیل شہیدؒ خاندانِ ولی اللّٰہی کے نامور رکن ہیں۔ وہ شاہ ولی اللہؒ کے پوتے ہیں۔ شاہ صاحبؒ ۱۸۳۱ء میں بالاکوٹ کے میدان میں جہاد کرتے ہوئے شہید ہوئے ان کی اردو میں انقلاب آفریں اور معرکہ کی کتاب "تقویۃ الایمان" ہے۔ یہ اصلاحی اور تبلیغی ادب میں سنگ میل کی حیثیت رکھتی ہے۔ لاکھوں کی تعداد میں شائع ہوتی رہتی ہے۔

مولانا حیدر علی رام پوری کے ایک شاگرد مولوی محمد عمران تھے انھوں نے ایک مختصر سا اردو رسالہ ۱۸۲۰ء میں "تجہیز و تکفین مسلمانوں کی" کے نام سے کلکتہ میں ایک بنگالی دوست کی فرمائش پر لکھا۔ جو بہت مقبول رہا۔ یہ رسالہ آج بھی شائع ہوتا رہتا ہے۔

شاہ عبدالعزیز دہلوی کے نامور شاگرد مرزا حسن علی صغیر لکھنوی کے نامور شاگرد مولانا خرم علی

بلہوری تھے جو سید احمد شہیدؒ کے خلیفہ تھے، یوں تو انھوں نے اردو میں کئی اصلاحی کتابیں لکھیں لیکن ان کی ایک کتاب "نصیحت المسلمین" (تصنیف ۱۸۲۳ء) سب سے مشہور اور مقبول ہے۔ اس کتاب کے ذریعہ اصلاح و تبلیغ کا بڑا کام ہوا ہے۔ تقویۃ الایمان کے بعد نصیحت المسلمین سب سے مقبول کتاب ہے۔ مولانا خرم علی کی دوسری اردو تالیفات کے نام تحفۃ الاختیار، غایۃ الاوطار، شفاء العلیل، سرالشہادتین (اردو ترجمہ) رسالہ منع قراءت خلف الامام ہیں۔

شاہ عبدالعزیز دہلویؒ اور شاہ رفیع الدینؒ کے شاگرد اور سید احمد شہید کے مرید مولوی اولاد حسن قنوجی نے بھی اردو میں کئی کتابیں لکھیں جن میں سے ان کی کتابیں "راہ سنت" اور ہدایت المؤمنین خاص طور سے مشہور و مقبول ہیں۔ آخر الذکر ماہ محرم کی بدعات کے ردّ میں ہے۔

مولوی اولاد حسن قنوجی کے نامور فرزند نواب صدیق حسن خاں تھے جو مشہور اہلِ حدیث عالم اور مصنف تھے، انھوں نے بھی مذہبی ادب میں خاصا اضافہ کیا ہے۔

سید احمد شہیدؒ کے ایک اور نامور خلیفہ مولانا کرامت علی جونپوری تھے جنھوں نے پورب اور بنگال میں تبلیغ و اصلاح کا خوب کام کیا اور ۱۸۷۳ء میں رنگ پور میں ان کا انتقال ہوا۔ مولوی کرامت علی کی تحریک اعلیٰ اور زمیندار طبقے میں خاص طور پر مقبول تھی، جب کہ حاجی شریعت اللہ کی تحریک عوام میں کام کررہی تھی۔ مولانا کرامت علی کثیر التصانیف عالم تھے انھوں نے کم و بیش تمام کتابیں اردو زبان میں لکھی ہیں، انوارِ محمدی، رفیق السالکین دعواتِ مسنونہ، احقاق الحق، قول الامین، نور علیٰ نور اور مفتاح الجنۃ ان کی کتابیں ہیں آخر الذکر کتاب بہت مشہور و مقبول ہے۔

جونپور کے ایک اور عالم مولانا سخاوت علی جونپوری نے بھی اردو ادب کو مالا مال کیا۔ وہ مولانا عبدالحی اور شاہ اسمٰعیل شہیدؒ کے شاگرد تھے اور سید احمد شہیدؒ سے بیعت و خلافت حاصل تھی۔ انھوں نے درس و تدریس کے علاوہ تصنیف و تالیف میں بھی دلچسپی لی، انھوں نے اردو زبان میں القویم فی احادیث النبی الکریم، رسالہ کلمات، رسالہ تقویٰ،

اور عقائد نامہ کتابیں لکھیں جن سے اصلاح و تبلیغ کا کام آگے بڑھا۔

شاہ عبدالعزیزؒ اور شاہ رفیع الدین دہلوی کے ایک نامور شاگرد مولانا سلامت اللہ کشفی بدایونی تھے جو اپنے دَور کے نامور عالم تھے انھوں نے کانپور میں قیام کیا، وہاں ان سے بہت فیض جاری ہوا۔ ان کے دو رسالے خدا کی رحمت اور مولد شریف اُردو زبان میں ملتے ہیں۔ یہ دونوں رسالے بارہا طبع ہوئے ہیں۔

شاہ اسحاق دہلوی کے ایک نامور شاگرد مفتی عنایت احمد کاکوروی تھے جنھوں نے بریلی میں جب کہ وہ وہاں صدر امین تھے خان بہادر خان کی انقلابی حکومت ۱۸۵۷ء کے لئے مالی مدد کا فتویٰ دیا تھا جس کی پاداش میں انھیں جزائر انڈمان کو جلاوطن کر دیا گیا تھا۔ مفتی صاحب نے نواب قطب الدین خاں کی طرح خاصا اصلاحی ادب پیدا کیا۔ بلکہ انھوں نے بریلی میں ۱۸۵۶ء میں ایک انجمن اس مقصد کے لئے قائم کی تھی۔ جس کا مقصد مسلمانوں میں اصلاحی اور تبلیغی لٹریچر کی نشر و اشاعت تھا۔ اس انجمن کی طرف سے مفتی صاحب نے اُردو زبان کے رسالے ضمان الفردوس، بیان قدر شب برات، رسالہ در مذمتِ میلہ ہا، فضائل علم و علماء دین، محاسن العمل، فضائل دُرود و سلام اور ہدایت الاضاحی شائع کئے۔ یہ تمام رسالے مفتی صاحب کے تالیف کردہ تھے۔

مفتی صاحب نے جزائر انڈمان و نکوبار میں اردو زبان میں تواریخ حبیب الٰہ، سیرتِ نبوی پر کتاب لکھی۔ یہ پہلی کتاب ہے جو شمالی ہند میں لکھی گئی۔ مفتی صاحب کے پاس جزائر انڈمان میں حوالے کی کوئی کتاب موجود نہ تھی مگر جب وطن آکر اصل کتابوں سے رجوع کیا تو تمام حوالے صحیح و دُرست تھے۔

یہ خاندان ولی اللہؒ کے فیض یافتگان کی اُردو تصانیف کا ہلکا سا خاکا ہے اور یہاں ہم نے ابتدائی اُردو کے کام کا جائزہ لیا ہے۔